غزل

جناب سعادت نظیر

جدھر نظر کی، اُدھر حسنِ فتنہ گر دیکھا
خدا گواہ کہ دیکھا، اور آنکھ بھر دیکھا

قدم قدم پہ تماشائے رہ گزر دیکھا
حجابِ دید میں اک عالمِ نظر دیکھا

ستم ظریفیٔ آدابِ شوق کیا کہیئے!
گنہ نظر کا تھا، الزام دل کے سر دیکھا

بہارِ داغِ تمنا نے لی ہے انگڑائی
ہوائے موسمِ گل کا ہے کیا اثر؟ دیکھا

کھلے کھلے سے تھے آنکھوں میں میری دیر و حرم
نظر سے گر گئے، جب تیرا سنگِ در دیکھا

نگاہِ شوق نے سمجھا حریمِ ناز اسے
تمہارا جلوۂ رنگیں جدھر جدھر دیکھا

گھر اپنا جلتے ہوئے کون دیکھ سکتا ہے؟
مگر تھی بات ہی ایسی، بچشمِ تر دیکھا

نجانے، کتنے ستاروں کا خون ہوا ہوگا؟
تم اس پہ خوش ہو کہ بس جلوۂ سحر دیکھا

بجھے بجھے سے نظر آئے آرزو کے چراغ
نظیرؔ، آتشِ غم کو جو تیز تر دیکھا